196_3_293_299

نیشنل بینک آف لاہور لمیٹڈ
بنام
سوہنلال سہگل اور دیگران

5 مارچ 1965

کے۔سبّاراؤ، جے۔سی۔شاہ اور آر۔ایس۔بچاوت، جسٹسز

لیمیٹیشن ایکٹ، **1908**، پہلا شیڈول، آرٹیکل **36** اور **115** - کا دائرہ کار

جواب دہندگان نے **1950** کے دوران مختلف تاریخوں پر مختلف معاہدوں کے تحت جولندر میں اپیل کنندہ بینک سے اس کے منیجر کے ذریعے محفوظ ڈپازٹ والٹس میں لاکرز کرائے پر لیے۔ اپریل **1951** میں لاکرز کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی گئی اور ان میں رکھے گئے جواب دہندگان کے قیمتی سامان کو منیجر نے ہٹا دیا۔ مقررہ وقت پر منیجر پر مقدمہ چلایا گیا اور اسے چوری کا مجرم قرار دیا گیا۔ جواب دہندگان نے بینک کے خلاف مختلف رقوم کی وصولی کے لیے تین مقدمے دائر کیے جو لاکرز کے مواد کی قیمت تھی جسے ہٹا دیا گیا تھا۔ بینک نے مختلف بنیادوں پر اپنی ذمہ داری سے انکار کیا اور یہ بھی دعوی کیا کہ مقدمات کو حد سے روک دیا گیا تھا۔

ٹرائل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ بینک جواب دہندگان کو ہونے والے نقصان کو برداشت کرنے کا ذمہ دار ہے اور یہ کہ مقدمات کو حد سے روکا نہیں گیا تھا۔ اپیل پر، ہائی کورٹ نے دونوں سوالات پر ٹرائل کورٹ کے نتائج کو قبول کر لیا اور اپیلوں کو مسترد کر دیا۔

سپریم کورٹ کے سامنے اپیل میں صرف حد کا سوال اٹھایا گیا تھا۔ اپیل گزاروں کی جانب سے ان حقائق پر دعوی کیا گیا کہ مقدمہ حد سے روک دیا گیا تھا کیونکہ منیجر کی طرف سے قیمتی سامان کی چوری اس کی طرف سے کی گئی ایک اذیت تھی جو اپیل گزار کے ذریعے جواب دہندگان کے ساتھ کیے گئے معاہدوں کی توہین کرتی ہے اور اس لیے لیمیٹیشن قانون کا آرٹیکل **36** جس میں کہا گیا تھا کہ مقدمہ دو سال کے اندر دائر کیا جانا چاہیے، نہ کہ آرٹیکل **115**، جو تین سال کی حد کی مدت کے لیے فراہم کیا گیا تھا؛ کہ مقدمے بینک کی طرف سے کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی پر مبنی نہیں تھے بلکہ صرف اس کے ایجنٹ کی طرف سے کی گئی چوری معاہدے کی شرائط کی خلاف ورزی کرتی ہے۔

منعقد: مقدمے کے دعوے، سابق معاہدہ ہونے کی وجہ سے، واضح طور پر حد بندی ایکٹ کے پہلے شیڈول کے آرٹیکل 115 کے ذریعے چلائے گئے تھے نہ کہ آرٹیکل 36 کے ذریعے۔(298 F)

شکایت میں واضح الزامات تھے کہ اپیل کنندہ نے اس کی کچھ شرائط کی تعمیل نہ کر کے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور یہ کہ اپیل کنندہ نے ان الزامات کو اسی روشنی میں سمجھا اور انہیں منتقل کیا۔(298 E)

یہاں تک کہ اگر جواب دہندگان کا دعوی مکمل طور پر منیجر کی طرف سے اپنی ملازمت کے دوران کی گئی دھوکہ دہی پر مبنی تھا؛ اس طرح کا دعوی آرٹیکل 36 کے تحت نہیں آسکتا۔ آرٹیکل 36 کو راغب کرنے کے لیے، بدانتظامی معاہدہ سے آزاد ہونی چاہیے۔ منیجر کی ملازمت کے دوران ہونے والی دھوکہ دہی کو پرنسپل کی دھوکہ دہی سمجھا جانا چاہیے، یعنی بینک کو معاہدوں کی شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے منیجر کو چوری کرنے کی اجازت دی ہے۔ اگرچہ معاہدوں کے تحت بینک کی ذمہ داری تھی کہ وہ اچھے لاکرز کی حمایت کرے اور معاہدوں میں مذکور افراد کے علاوہ سیف تک رسائی کی اجازت نہ دے، ان شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بینک نے عیب دار لاکرز دیے اور منیجر تک رسائی دی، اس طرح چوری میں آسانی ہوئی۔ دونوں صورتوں میں کی گئی غلطی معاہدے سے آزاد نہیں تھی بلکہ براہ راست معاہدے کی خلاف ورزی سے پیدا ہوئی تھی۔(298 جی، ایچ)

دیوانی اپیل کا عدالتی فیصلہ: 1963 کی دیونی اپیل نمبر 929، 930 اور 931۔

1959 کی باقاعدہ پہلی اپیل نمبر 136، 137 اور 138 میں پنجاب ہائی کورٹ کے 11 اکتوبر 1961 کے فیصلے اور فرمان سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

ہنس راج ساہنی اور بی۔سی۔مشرا، اپیل کنندہ کی طرف سے (تمام اپیلوں میں)۔

جواب دہندگان کے لیے بی۔آر۔ایل۔آئینگر، ایس۔کے۔مہتا اور کے۔ایل۔مہتا (C.A میں نمبر 229 آف 1963)۔

وی۔ڈی۔مہاجن، مدعا علیہ کے لیے۔((C.A میں نمب 930 آف 1963)۔

کنور راجندر سنگھ اور ودیا ساگر نیئر، مدعا علیہ کے لیے (C.A میں نمبر 931 آف 1963)

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

سبّا راؤ، جسٹس۔ خصوصی اجازت کی یہ اپیلیں حد بندی کا سوال اٹھاتی ہیں۔

نیشنل بینک آف لاہور لمیٹڈ، جسے اس کے بعد بینک کہا جاتا ہے، ایک بینکاری ادارہ ہے جو انڈین کمپنیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے اور اس کا منظور شدہ دفتر دہلی میں ہے اور ہندوستان میں مختلف مقامات پر اس

کی شاخیں ہیں۔ اگر چہ اس کا بنیادی کاروبار بینکنگ ہے، لیکن یہ حلقوں کو ان کے زیورات اور دیگر قیمتی سامان کی محفوظ تحویل کے لیے محفوظ ڈپازٹ والٹس میں کابینہ سے لاکرز کرائے پر لینے کا اتفاقی کاروبار بھی کرتا ہے۔ جولندر میں اس کی شاخ میں ایسا ہی ایک سیف ڈپازٹ والٹ ہے۔ جواب دہندگان نے یہاں سال 1950 کے دوران مختلف تاریخوں پر مختلف معاہدوں کے تحت جولندر میں بینک سے اس کے منیجر کے ذریعے کرایہ کی بنیاد پر لاکرز کی خدمات حاصل کیں۔ اپریل 1951 میں مذکورہ لاکرز کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی گئی اور جواب دہندگان کے قیمتی سامان کو بینک کی جولندر برانچ کے منیجر نے ہٹا دیا۔ مقررہ وقت پر مذکورہ منیجر پر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جولندر کے سامنے مقدمہ چلایا گیا اور اسے اور انڈین پینل کوڈ کے دفعات 308,409 کے تحت مجرم قرار دیا گیا۔ مدعا علیہان نے ماتحت جج، جولندر کی عدالت میں بینک کے خلاف ان کے ذریعے کرائے پر لیے گئے لاکرز کے قیمتی مواد کے ضائع ہونے کی وجہ سے مختلف رقوم کی وصولی کے لیے 3 مقدمے دائر کیے۔ بینک نے مختلف بنیادوں پر اپنی ذمہ داری سے انکار کیا اور یہ بھی دعوی کیا کہ مقدمات کو حد سے روک دیا گیا تھا۔

فاضل ماتحت جج نے فیصلہ دیا کہ بینک مدعیوں کی طرف سے ہونے والے نقصان کو برداشت کرنے کا ذمہ دار ہے اور یہ کہ مقدمات کو حد سے روکا نہیں گیا تھا۔ اپیل پر، پنجاب کی ہائی کورٹ نے دونوں سوالات پر فاضل ماتحت جج کے نتائج کو قبول کر لیا اور اپیلوں کو مسترد کر دیا۔ موجودہ اپیلیں ہائی کورٹ کے مذکورہ فیصلے سے پیدا ہوتی ہیں۔

ان اپیلوں میں اٹھایا گیا واحد سوال حد کا ہے۔

حد بندی کے سوال پر غور کرنے سے پہلے ہائی کورٹ کے ذریعے حاصل کردہ حقائق کے نتائج کو مختصر طور پر نوٹ کرنا ضروری ہے۔ ہائی کورٹ نے اپنے نتائج کا خلاصہ اس طرح کیا:

(1) سیف ڈپازٹ والٹ کا پورا مقصد جس میں بینک کے گاہک اپنی قیمتی اشیاء رکھنے کے لیے لاکر کرایہ پر لے سکتے ہیں، ان کی محفوظ تحویل کو یقینی بنانا ہے۔ اپیل کنندہ بینک نے ہدایات جاری کی تھیں اور اس حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے ایک تفصیلی طریقہ کار طے کیا تھا لیکن عملی طور پر صرف منیجر کو ہی اسٹرانگ روم کی چابیاں پر مکمل کنٹرول کے ساتھ نگران بنایا گیا تھا اور اس پر کسی قسم کی کوئی جانچ کرنے میں بڑی سستی دیکھی گئی تھی۔

(2) لاکرز منیجر بلدیو چند نے مدعیوں کو کرائے پر دیے تھے، جنہیں ایسا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ یہ وہی تھا جس نے جان بوجھ کر ایسے لاکرز مدعیوں کو کرائے پر دیے تھے جن کے ساتھ اس نے چھیڑ

چھاڑ کی تھی۔ یہ اس کی طرف سے ایک دھوکہ دہی تھی جس میں مدعیوں کے سامنے ایک مضمر نمائندگی تھی کہ لاکر اچھی اور اچھی حالت میں تھے۔

(3) اگر چہ بینک حکام کو معلوم نہیں تھا کہ بلدیو چند کیا کر رہے تھے، لیکن اس دھوکہ دہی، جس کا اس نے ارتکاب کیا تھا، کو آسان بنایا گیا اور یہ بینک حکام کی طرف سے سنگین لاپرواہی اور لاپرواہی کا نتیجہ تھا۔

(4) بلاشبہ منیجر بینک کا کرایہ محفوظ کرنے کے لیے لاکرز چھوڑ رہا تھا۔

مذکورہ حقائق کو تلاش کرنے کے بعد، ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ دھوکہ دہی منیجر نے اپنے اختیار کے دائرہ کار میں کام کرتے ہوئے کی تھی اور اس لیے بینک جواب دہندگان کو ہونے والے نقصان کا ذمہ دار ہے۔ پھر اس نے تین پہلوؤں سے حد بندی کے سوال پر غور کرنے کے لیے آگے بڑھا، یعنی (i) جواب دہندگان کو نقصان پہنچا۔ جیسا کہ بینک کے منیجر نے اپنی ملازمت کے دوران دھوکہ دہی کا ارتکاب کیا؛ (ii) معاہدے کی مضمر شرط کی خلاف ورزی ہوئی، یعنی کہ صرف ایسے لاکر کرائے پر دیے جائیں گے جو محفوظ اور مضبوط ہوں اور جو معاہدے میں طے شدہ طریقے سے چلائے جانے کے قابل ہوں؛ اور (iii) جواب دہندگان اور بینک کے درمیان بیلر اور بیلی کا رشتہ تھا، اور اس لیے بینک ضمانت کے معاہدے کی بنیاد پر ذمہ دار ہوگا۔ اس نے مؤقف اختیار کیا کہ جس بھی پہلو سے سوال سے رابطہ کیا گیا تھا، حد بندی قانون کے پہلے شیڈول کے آرٹیکل 36 کی جگہ نہیں ہوگی اور جواب دہندگان کے دعوے آرٹیکل 95 یا حد بندی قانون کے کسی دوسرے آرٹیکل کے تحت ہوں گے۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے حقائق کے نتائج کو قبول کیا، لیکن دعوی کیا کہ حقائق پر پایا گیا کہ مقدمات کو حد سے روک دیا گیا تھا۔ دلیل کی وضاحت کرتے ہوئے فاضل وکیل نے نشاندہی کی کہ منیجر کی طرف سے قیمتی سامان کی چوری اس کی طرف سے کی گئی ایک اذیت تھی جو اپیل کنندہ کی طرف سے جواب دہندگان کے ساتھ کیے گئے معاہدوں کی توہین کرتی ہے اور اس وجہ سے، حد بندی قانون کے پہلے شیڈول کا آرٹیکل 36 فوری طور پر جواب دہندگان کے دعوؤں کی طرف راغب ہوا۔

لیمیٹیشن ایکٹ کے پہلے شیڈول کے آرٹیکل 36 کا دائرہ کار کافی حد تک طے شدہ ہے۔ مذکورہ آرٹیکل میں کہا گیا ہے کہ "معاہدے سے آزاد اور یہاں خاص طور پر فراہم نہیں کی گئی کسی بھی بدانتظامی، بدانتظامی یا بدانتظامی کے معاوضے کے لیے" حد کی مدت اس وقت سے دو سال ہے جب بدانتظامی، بدانتظامی یا بدانتظامی ہوتی ہے۔ اگر اس آرٹیکل کا اطلاق ہوتا ہے، تو بینک میں جمع کردہ اشیاء کے ضائع ہونے کے 2 سال سے زیادہ عرصے بعد مقدمہ دائر کیا گیا ہے، وہ واضح طور پر وقت سے باہر ہوں گے۔ آرٹیکل 36

کا

اطلاق ان اعمال یا غلطیوں پر ہوتا ہے جنہیں عام طور پر انگریزی وکلاء کے ذریعے ٹورٹس کہا جاتا ہے۔ وہ معاہدے سے آزاد غلطیاں ہیں۔ آرٹیکل 36 کا اطلاق "ایکس ڈیلکٹو" کے اقدامات پر ہوتا ہے جبکہ آرٹیکل 115 کا اطلاق "ایکس کنٹریکٹیو" کے اقدامات پر ہوتا ہے۔ "ان ٹارٹوں کو اکثر تین اقسام کا سمجھا جاتا ہے، یعنی۔ کسی ایسے عمل کو نہ کرنا یا چھوڑنا جو کوئی شخص قانون کے مطابق کرنے کا پابند ہے، غلط فہمی، کسی جائز عمل کی نامناسب کارکردگی، یا بدسلوکی، کسی ایسے عمل کا ارتکاب ہونا جو اپنے آپ میں غیر قانونی ہے۔" لیکن آرٹیکل 36 کو راغب کرنے کے لیے یہ غلطیاں معاہدے سے آزاد ہوں گی۔ "معاہدے سے آزاد" الفاظ کے معنی گریر، ایل۔ جے۔ نے جاروس بنام موئے، ڈیوس، اسمتھ، وینڈروییل اینڈ کو میں اعزاز کے ساتھ سامنے لائے ہیں:

"جدید نقطہ نظر میں، اس مقصد کے لیے، معاہدہ اور ازیت ضرر کے درمیان فرق اس طرح رکھا جا سکتا ہے۔ جہاں ڈیوٹی کی مبینہ خلاف ورزی معاہدے کے ذریعے کی گئی ذاتی ذمہ داری سے آزادانہ طور پر ذمہ داری سے پیدا ہوتی ہے تو یہ ٹارٹ ہے اور یہ ٹارٹ ہو سکتا ہے حالانکہ فریقین کے درمیان معاہدہ ہو سکتا ہے، اگر حقیقت میں ڈیوٹی اس معاہدے سے آزادانہ طور پر پیدا ہوتی ہے۔ معاہدے کی خلاف ورزی اس صورت میں ہوتی ہے جب جس چیز کی شکایت کی جاتی ہے وہ معاہدے کی ذمہ داریوں سے پیدا ہونے والی ڈیوٹی کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔"

اگر مقدمے کے دعوے معاہدوں کی شرائط کی خلاف ورزی کے معاوضے کے لیے ہیں، تو اس آرٹیکل کی کوئی درخواست نہیں ہے اور مناسب آرٹیکل آرٹیکل 115 ہے، جو معاہدے کی خلاف ورزی کی تاریخ سے کسی بھی معاہدے کی خلاف ورزی کے معاوضے کے لیے 3 سال کی مدت فراہم کرتا ہے۔ اگر مقدمے کے دعوے بینک یا اس کے ایجنٹ کی طرف سے کی گئی غلطی پر مبنی ہیں تو معاہدہ منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ آرٹیکل 36 پر توجہ دی جائے گی۔

آیئے اب اس قانونی حیثیت کو زیر بحث دعووں پر لاگو کرتے ہیں۔ مدعیوں اور بینک کے درمیان ہونے والے معاہدوں میں سے ایک 5 فروری 1951 کا ہے۔ یہ متنازعہ نہیں ہے کہ دوسرے دو معاہدے، جن سے ہمارا تعلق ہے، بھی اسی طرز کے ہیں۔ اس معاہدے کے تحت بینک، یہاں اپیل کنندہ، اور سوہن لال سہگل، جو یہاں جواب دہندگان میں سے ایک ہیں، نے "خدمات حاصل کرنے" پر اتفاق کیا۔ توثیق شدہ شرائط کے تابع، کمپنی کا سیف نمبر 1651/2203 کلاس اس دن سے ایک سال کے لیے 40 روپے کے

کرایے پر کم ہے۔متعلقہ شرائط درج ذیل ہیں:

14 اس بات پر اتفاق کیا جاتا ہے کہ سیف کے کرایہ دار اور بینک کا تعلق (اور اس کا کوئی تعلق نہیں ہے) بیان کردہ سیف کے اندر کے لیے کرایہ دار اور کرایہ دار کا ہے نہ کہ بینکر اور گاہک کا

15 مذکورہ سیف میں جمع کی گئی جائیداد کے سلسلے میں کمپنی کی ذمہ داری ملازمین اور کمپنی کے افسران کی طرف سے اپنے فرائض کی انجام دہی میں عام دیکھ بھال تک محدود ہے اور اس میں صرف یہ شامل ہوگا کہ (a) جب یہ کرایہ کا معاہدہ درج کیا جاتا ہے تو اسے والٹ میں رکھنا یا مساوی خصوصیات میں سے کسی ایک میں، وہ دروازہ جس پر سیف ہر وقت بند رہے گا سوائے اس کے جب کوئی افسر یا ملازم موجود ہو، (b) کسی شخص کو مذکورہ سیف تک رسائی کی اجازت نہیں دی جائے گی، سوائے اس کے کہ کرایہ دار یا مجاز نائب، یا وکیل جس کے پاس حقیقت میں دستخط کافی ہونے کی وجہ سے شناخت کرنے کا خصوصی اختیار ہو یا موت، دیوالیہ پن یا ہیر رکی دیگر معذوری کی صورت میں اس کا قانونی نمائندہ، سوائے اس کے جو یہاں واضح طور پر مقرر کیا گیا ہے۔ایک غیر مجاز افتتاحی مواد کے جزوی یا مکمل نقصان کے ثبوت سے فرض یا اندازہ لگایا جائے گا۔

16 والٹ کے دروازوں یا تالے کے کام کرنے میں ناکامی کی وجہ سے ہونے والی کسی بھی تاخیر کے لیے کمپنی ذمہ دار نہیں ہوگی ۔

17 کسی بھی نقصان وغیرہ کے لیے ذمہ دار نہیں ہوگی۔

معاہدے کا واحد مقصد سیف ڈپازٹ والٹ میں جمع کردہ اشیاء کی حفاظت کو یقینی بنانا تھا۔معاہدے میں یہ مضمر تھا کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے فراہم کردہ لاکرز لازمی طور پر اچھی حالت میں ہونے چاہئیں اور اس لیے، کہ وہ معقول حد تک کامل حالت میں ہونے چاہئیں۔یہ اس طرح کے معاہدے کی ایک مضمر اصطلاح تھی۔شرط 15 نے اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے بینک پر ایک اور ذمہ داری عائد کی، یعنی کہ بینک کو کرایہ دار یا اس کے مجاز ایجنٹ یا وکیل کے علاوہ کسی بھی شخص کو سیف تک رسائی کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔اگر جمع شدہ اشیا نہیں دینی چاہیے۔اگر جمع شدہ اشیا ضائع ہوگئیں کیونکہ بینک نے ان دو شرائط میں سے ایک یا دوسری کو توڑا تھا، تو کرایہ دار یقینی طور پر مذکورہ خلاف ورزی کے لیے ہرجانے کی وصولی کا حقدار ہوگا۔اس طرح کا دعوی سابقہ معاہدہ ہوگا نہ کہ سابقہ فیصلہ اور اس طرح کے دعوے کے لیے حد بندی ایکٹ کے پہلے شیڈول کے آرٹیکل 115 کا اطلاق ہوتا ہے نہ کہ اس کے آرٹیکل 36 کا۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے دلیل دی کہ مقدمے بینک کی طرف سے کیے گئے معاہدے کی خلاف

ورزی پر مبنی نہیں تھے بلکہ صرف اس کے ایجنٹ کی طرف سے کی گئی چوری معاہدے کی شرائط کو پامال کرتی ہے۔ یہ ہمیں جواب دہندگان کی طرف سے پیش کردہ تختوں کے دائرہ کار پر غور کرنے کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر ہم مدعیوں میں سے کسی ایک کو مثال کے طور پر لیں تو یہ کافی ہوگا، کیونکہ دوسرے بھی اسی خطوط پر چلتے ہیں۔ آیئے 1954 کے دیوانی سوٹ نمبر 141 میں شکایت لیتے ہیں، یعنی سوہن لال سہگل اور دیگران کی طرف سے بینک کے خلاف دائر مقدمہ جس میں 26500 روپے کی وصولی کے لیے درخواست کی گئی تھی۔ ہم نے شکایت کو احتیاط سے دیکھا ہے، خاص طور پر اس کے پیراگراف 8، 9 اور 10۔ شکایت سے یہ معلوم ہوگا کہ اگرچہ یہ فنکارانہ طور پر مسودہ تیار نہیں کیا گیا تھا، لیکن ریلیف کا دعوی بنیادی طور پر دو بنیادوں پر کیا گیا تھا، یعنی (i) یہ معاہدے کی ایک مضمر اصطلاح تھی کہ کرایہ پر لیا گیا لاکر اچھی حالت میں تھا، اور (ii) قیمتی سامان ضائع ہو گئے تھے کیونکہ منیجر نے تمام ضروری احتیاطی تدابیر نہ اپنانے میں بینک کی لاپرواہی کی وجہ سے اپنی ملازمت کے دوران اشیاء کی چوری کا ارتکاب کیا تھا۔ تحریری بیان میں مدعا علیہ نے معاہدے کی شرائط کے تحت اور اس بنیاد پر بھی اپنی ذمہ داری سے انکار کیا کہ وہ ایجنٹ کی دھوکہ دہی کا ذمہ دار نہیں تھا۔ ہائی کورٹ نے پایا کہ اس وقت جب لاکرز کرائے پر دیے گئے تھے تو وہ ناقص حالت میں تھے اور یہ کہ بینک نے عملی طور پر منیجر کو اسٹرانگ روم کی چابیاں پر مکمل کنٹرول کے ساتھ واحد محافظ بنایا اور اس پر کوئی چیک نہ رکھنے میں بڑی لاپرواہی کی اجازت دی۔ استدعاوں اور نتائج کی اس حالت میں اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کی اس دلیل کو قبول کرنا ممکن نہیں ہے کہ مدعیوں نے اپنے دعووں کو معاہدوں کی شرائط کی شاخ پر مبنی نہیں کیا۔ یہ دلیل مدعی میں لگائے گئے الزامات، پیش کیے گئے شواہد اور درج ذیل عدالتوں میں پیش کیے گئے دلائل اور ان کے ذریعے حاصل کیے گئے نتائج کی بنیاد پر ہے۔ اگرچہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ شکایت کا بہتر مسودہ تیار کیا جا سکتا تھا اور اسے واضح زبان میں پیش کیا جا سکتا تھا، لیکن ہم اس دلیل کو قبول نہیں کر سکتے کہ دعوتیں صرف منیجر کی ملازمت کے دوران دھوکہ دہی پر مبنی تھیں۔ لہذا، ہم یہ مانتے ہیں کہ دعووں میں واضح الزامات تھے کہ مدعا علیہ نے اس کی کچھ شرائط کی تعمیل نہ کر کے معاہدوں کی خلاف ورزی کی اور مدعا علیہ نے ان الزامات کو اس روشنی میں سمجھا اور ان سے گزرا۔ مقدمے کے دعوے، سابق معاہدہ ہونے کی وجہ سے، واضح طور پر حد بندی ایکٹ کے پہلے شیڈول کے آرٹیکل 115 کے تحت چلائے گئے تھے نہ کہ اس کے آرٹیکل 36 کے ذریعے۔

اگر آرٹیکل 115 کا اطلاق ہوتا ہے، تو یہ متنازعہ نہیں ہے کہ مقدمے وقت کے اندر تھے۔

یہاں تک کہ اگر دعوی مکمل طور پر منیجر کی طرف سے اپنی ملازمت کے دوران کی گئی دھوکہ دہی پر مبنی تھا، تو ہم یہ نہیں دیکھتے کہ اس طرح کا دعوی لیمیٹیشن قانون کے پہلے شیڈول کے آرٹیکل 36 کے تحت کیسے آتا

ہے۔آرٹیکل 36 کوراغب کرنے کے لیے، بدانتظامی معاہدے سے آزاد ہوگی۔منیجر کی ملازمت کے دوران ہونے والی دھوکہ دہی کو پرنسپل کی دھوکہ دہی سمجھا جاتا ہے، یعنی یہ سمجھا جانا چاہیے کہ بینک نے معاہدوں کی شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے منیجر کو چوری کرنے کی اجازت دی ہے۔جب کہ معاہدوں کے تحت بینک ذمہ دار تھا کہ جواب دہندگان کو اچھے لاکر دے جو چوری کے خلاف حفاظت اور تحفظ کو یقینی بناتے ہیں، اس نے چوری میں سہولت فراہم کرنے والے عیب دار لاکر دیے؛ جبکہ معاہدوں کے تحت اسے معاہدوں میں مذکور افراد کے علاوہ دوسرے افراد کو سیف تک رسائی کی اجازت نہیں دینی چاہیے، اس کی شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس نے اپنے منیجر تک رسائی دی اور اسے چوری کرنے کے قابل بنایا۔دونوں صورتوں میں کی گئی غلطی معاہدے سے آزاد نہیں تھی، لیکن یہ براہ راست معاہدے کی خلاف ورزی سے پیدا ہوئی۔ایسے حالات میں آرٹیکل 36 جگہ سے باہر ہے۔اس کی جگہ لینے کے لیے آرٹیکل 115 اور 120 کے درمیان مقابلے پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ان آرٹیکلز میں سے کوئی بھی دعوی نہیں کرتا ہے، کیونکہ مقدمہ 3 سال کے اندر ہوتے ہیں، جو کہ مذکورہ دو آرٹیکلز کے تحت مقرر کردہ حدود کی دو مدتوں میں سے کم ہے۔

اس نظریے میں اس سوال پر اپنے نقطہ نظر کا اظہار کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا زیر بحث معاہدے ضمانت کے تھے۔

نتیجے میں، اپیلیں ناکام ہوجاتی ہیں اور ایک ساعت فیس کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہیں۔

اپیل مسترد کر دی گئیں۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this document